عنوان	گرمی کی ایک شام رشتہ داروں کے نام
لکھاری	ڈاکٹر تحریم جمیل
پلیٹ فارم	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
پبلیشر	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
ویب سائیٹ	NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com
واٹس ایپ	+923155734959
جی میل	NovelHiNovel@Gmail.Com OnlineWebChannel @Gmail.Com

انتباہ !

یہ ناول "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل "کی ویب سائٹ نے لکھاری کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔

اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔ اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے واٹس ایپ پر رابطہ کریں

+923155734959

اس ناول کے تمام رائٹس "ناول ہی ناول"،" آن لائن ویب چینل "اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔ لکھاری یا ادارے کی اجازت کے بغیر ناول کاپی کرنا یا کسی حصہ کو شائع کرنا قانوناً جُرم ہے،

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

گرمی کی ایک شام رشتہ داروں کے نام

ڈاکٹر تحریم جمیل کے قلم سے

این ایچ این اور او ڈبلیو سی پبلیشرز

افسانہ

جولائی کا مہینہ وسط میں پہنچ چکا تھا۔ مون سون کے بادل اپنی پورے آب وتاب سے آج کل زمین والوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ آج صبح منہ اندھیرے بھی خوب جم کر بارش برسی تھی۔ گلیاں، بازار سڑکیں سب تالاب میں ہی بدل گئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ناران کاغان کی سب جھیلیں اپنا راستہ بھٹک کر یہاں اس گرم شہر میں ابال کھانے کو چلے آئے ہیں۔ خیر بارش جو ختم ہوئی تو جہاں موسم خوش گوار ہونا مقصود تھا وہیں حبس کو جنم دے کر بارش نے میرے اس نقاہت زدہ چہرے پر مزید نقاہت کو آن دھمکایا۔ نتیجتاً اب میں دکھنے میں مزید ناتواں اور لاغر سا دکھ رہا تھا ایک ایسا کمزور انسان جس کے چہرے پہ زندگی کی کوئی رمق نظر ہی نہ آرہی تھی۔ رہی سہی کسر امی کے اس دعوت نامے نے پوری کر ڈالی جس کی بدولت آج میرا پورا ننھیال عرف امی کا میکہ ہمارے ہاں شام کی چائے پر تشریف لا رہا تھا۔

پہلے پہل تو امی کے اس بیان پر حیرت سے میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا کہ ان کے بھائی بہن بغیر کسی چوں چرا کے ہمارے ہاں آنے پہ راضی ہو گئے۔

یہ کیسے ممکن ہے؟نہ کسی نے کوئی اعتراض اٹھایا۔نہ ان کی کسی اولاد کے امتحان چالو تھے جو کہ عموماََ پوراسال ہی چلتے رہتے ہیں۔اور تواور آج ان کی مصروفیت میں خلل بھی نہ آرہا تھا۔خیر مرتا کیانہ کرتا شام کی چائے پر آنا طے پاگیا تھا۔اوراب میری امی شام کی چائے کی تیاری کرنے لگی وہ بھی نہار منہ۔۔۔۔۔۔۔

سویرے سات بجے میرے سرہانے پہ کھڑی میری بھولی امی مسلسل چیخ وپکار کرکے نہ صرف اس گھر کے افراد کو بلکہ آس پڑوس میں بسنے والے تمام اہلکاران جو کہ نیند کی وادیوں میں ڈوبے ننھے منے خواب بن رہے تھے،سب ہی کو تو جگارہی تھی۔

سلیم اٹھ جاؤ،اتنا کام باقی ہے کون کرے گا سب؟دیکھو کچھ ہی دیر میں مہمان آنے والے ہیں۔سامان تو لے آؤ بازار سے۔واپس آکر پھر چاہے دوبارہ سو جانا۔امی کی آواز کا اثر سیدھا کان کے پردے پہ ہوا تھا۔

امی آپ بھی حد کرتی ہیں۔ شام میں آ رہے ہیں وہ لوگ۔ اتنی سویرے تو بازار بھی بند ہو گے۔ چڑ کر سلیم نے کروٹ بدل لی۔ آنکھیں نیم وا کیے سلیم نے جواب دیا اور کروٹ بدل کر پھر سے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

اچھا تو چل بازار مت جانا اٹھ جا میں تجھے اچھا سا ناشتہ کرواتی ہوں۔ پھر مل کے سامان کی لسٹ بھی تو بنانی ہے۔ مجھے تیرا انتخاب بہت پسند ہے۔ تو ہی بتانا کیا کیا منگوانا ہے۔ چل جلدی سے ہاتھ منہ دھو لے میرا راجا۔ امی جان نے مسکے مار لہجے میں کہا۔
اب اتنے پیار سے کوئی پکارے تو کون کافر انکار کر پائے گا۔ ناچار سلیم اٹھ کر ہاتھ منہ دھونے چل دیا۔

ہاتھ منہ دھوئے سلیم میز پر آن بیٹھا اور اپنے "اچھے سے" ناشتے کا انتظار کرنے لگا۔ آخر کو پندرہ منٹ کے وقفے سے اس کی بہن مومنہ ہونٹوں میں ہنسی دباتی کھانے کی ٹرے لے کر آئی اور اس کے سامنے پوری شان سے لا رکھی۔ خوبصورتی سے سجائی گئی اس ٹرے میں ایک پیالی آدھ پکی چائے کے ساتھ کچھ نیم جلے ڈبل روٹی کے سلائس ایک پلیٹ میں

دھرے پڑے تھے۔ جبکہ جام کی تقریباً خالی شیشی خانہ پری کیلئے ٹرے میں سجا کر رکھی گئی تھی۔

ناشتہ کو نظر بھر دیکھ کر سلیم کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

امی آپ نے اچھا ناشتہ دینے کی بات کی تھی۔۔۔ باآواز بلند سلیم نے اپنی امی کو مخاطب کیا تھا۔

اے ہے کوئی بات نہیں سلیم، ایک دن بہن کے ہاتھ کا کھا لے۔ ہم نہیں کھائیں گے تو کون کھائے گا۔ ایسے ہی سیکھے گی ناوہ۔ امی کا لیکچر ہر وقت تیار ہی رہتا تھا۔

مجھے نہیں کھانا یہ سب۔ مجھے ایک کڑک سا پراٹھا بنا کہ دیجئے آپ۔ سلیم نے ٹرے کو پرے کھسکایا اور امی کو حکمنامہ جاری کیا۔

اچانک سے کہیں ٹب پٹخنے، زمین چٹخنے اور کسی پلاسٹک نما آلے کے مٹکنے کی آوازیں ایک ساتھ آئیں۔ ان کے ساتھ ہی آوازوں کا ایک طوفان تھا جو کانوں میں رس گھولنے لگا۔

تم بچوں کا صحیح ہی جو جی میں آئے کرو۔ بجائے ماں کا خیال کرنے کے اوپر سے حکم سنائے جا رہے ہیں ماں کو۔ اتنا خیال نہیں ہے میں فجر سے اٹھے پورے گھر کی صفائی کر رہی ہوں۔ پنکھے دیکھو کتنے عرصے کا میل چڑھا ہوا تھا اس پہ وہ بھی تہہ در تہہ۔ بجائے میرا خیال

کرنے کے میرا ہاتھ بٹانے کے الٹا میرا کام بڑھائے جا رہے ہیں۔ ملازمہ جو ملی ہوئی ہے تم لوگوں کو۔ اور بھی کوئی کام ہو تو بتاؤ نواب صاحب۔ یہ نوکرانی ہے نا، سب کام کرنے کو۔

اتنا کہہ کر امی رکی نہیں باورچی خانے میں جا کر آٹا نکالے بیلن پٹخ پٹخ کہ پراٹھا بیلنے لگی۔ جبکہ ایک ہاتھ سے مسلسل آنسو صاف کیے مزید غم و غصّے کا اظہار کر رہی تھی۔

اس ساری کاروائی میں، میں بت بنا دیکھ رہا تھا کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟؟؟ مجھے تو بس پراٹھے کی فکر تھی۔ بے چارہ کس قدر بدنصیب ہے کہ پکنے کو دو فٹ کا بیلن نہ مل سکا باورچی خانے میں۔۔۔۔

خیر آدھ گھنٹے کی آہ و فغاں اور لعن طعن کے بعد امی اب کافی تازہ دم دکھائی دے رہی تھی۔

جبکہ دو عدد پراٹھے پیٹ میں اتارنے کے بعد میں بھی کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔

اب باری تھی سامان کی فہرست تیار کرنے کی۔ جیسا کہ سویرے امی نے میری خوشامد کی تھی جس کے مطابق میرا انتخاب کمال تھا۔ اسی تعریف کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے کاغذ قلم مومنہ کے ہاتھ میں تھمائے اور خود امی کی گود میں سر رکھے ایک سے بڑھ کر ایک عمدہ وانواع اقسام کے پکوان اور لذت سے بھرپور کھانوں کے نام امی کے حضور پیش کیے۔

اتنے عمدہ پکوانوں کے مابین فیصلہ کرنا مشکل تھا لیکن اب ایک ساتھ اتنا کھانا منگوانا تو ممکن نہیں تھا۔ لہذا چند بہترین کھانوں پر مشتمل ہماری دعوت کی فہرست تیار تھی۔

فہرست مکمل ہونے پر میں کسی فاتح کی طرح اٹھ بیٹھا اور دونوں ہاتھوں سے اسے ہاتھ میں تھامتے ہوئے اپنے پیش کردہ اس نمونے کی بلائیں لینے لگا۔

پوری فہرست پر نظر دوڑا کر میں نے سر جھکا لیا۔ اس فہرست میں میری پیش کردہ ایک بھی آئٹم درج نہیں تھی۔

یقیناً یہ مومنہ اور امی کی ملی جلی سازش تھی۔ خیر مزید کسی ایموشنل ڈرامہ کو ہوا دیے بغیر ہی شرافت سے میں امی کی پیش کردہ تمام سوغاتیں خریدنے کی غرض سے بازار کو چل دیا۔

دو گھنٹے کی خرید و فروخت کے بعد میں مٹی اور غبار سے اٹا پٹا بھاری بھرکم شاپر پکڑے گھر میں داخل ہوا۔

اندر آیا تو یہاں کا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔پہلے پہل تو اندیشہ ہوا گویا میں کسی اور کے گھر میں چلا آیا ہوں لیکن پھر سیلن زدہ قابل رحم حال میں ایک ماسی کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ یہ اپنا ہی گھر ہے۔آخر کو وہ ماسی مومنہ سے کافی میل کھا رہی تھی۔

گیلے فرش پر گندے پیر لگا کر مومنہ کا کام بڑھاتا ہوا میں امی کے حضور حاضر ہوا اور سارا سامان کھول کر انہیں دکھانے لگا۔جیسا کہ مجھے امید تھی آدھا سامان جو ان شاپروں میں موجود تھا وہ فہرست میں درج نہیں تھا۔اور جو سامان فہرست میں بھی درج تھا اور شاپر میں بھی موجود تھا اس کی مقدار اور معیار دونوں ہی امی کو پسند نہ آئے۔جس جزبے سے گھر کو لوٹا تھا اسی جزبے سے واپس سامان کو نئے سرے سے ترتیب دینے واپس لوٹ گیا جبکہ گیلا فرش پھر سے کیچڑ کی سٹیمپ سے اپنی قسمت پہ اشکبار تھا۔

مومنہ کے خوبصورت القابات موٹر سائیکل پر سوار ہوتے ہوئے سماعت سے ٹکرا گئے۔

غصہ تو بہت آیا۔مگر پھر بچپن میں امی کا سمجھایا گیا درس یاد آیا کہ:

جو کہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

اپنی زندگی بھر کی کمائی گئی دانشوری اس خریداری پر لگا کر میں واپس گھر کو لوٹا۔اب کی بار چند چھوٹی موٹی غلطیاں ہوئی لیکن وہ قابل معافی تھی۔

بازار کا کام نبٹا کر اب میں نہانے چلا آیا۔آدھے گھنٹے تک خود کو کسی میلے جانور کی طرح کوچ کوچ کر میں کچھ مطمئن ہوا۔کاٹن کا ہرا کرتا اور سفید شلوار پہنے میں کافی تازہ دم محسوس کر رہا تھا۔آئینے کے سامنے بال بناتے ہوئے میں نے خود کو ستائشی نظروں سے دیکھا تھا۔
آج تو کوئی پکا مر مٹ جائے گا حسن کے اس سیلاب پہ۔یہ سوچ مجھے من ہی من مسکا رہی تھی۔

مہمانوں کی آمد کا وقت چار بجے طے پایا گیا تھا۔پابندئ وقت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ لوگ پورے چھ بج کر پندرہ منٹ پہ تشریف فرما رہے تھے۔
کوئی اتنا پابند کیسے ہو سکتا ہے۔مومنہ اور میں برابر حیران تھے۔

ہم تو امید باندھے بیٹھے تھے کہ پندرہ سے بیس افراد پر مشتمل وفد ہمارے ہاں ہمیں میزبانی کا شرف بخشنے تشریف لائے گا۔ہماری امیدوں پہ پورا اترتے ہوئے چھ افراد بمع اہل و عیال کے ہمارے گھر کی شان بڑھانے کو چلے آئے تھے۔

سب سے پہلے بڑی خالہ سے ٹاکرا ہوا تھا۔

اے ہے سلیم یہ تو نے کیا حال بنا رکھا ہے۔کیسا پکا رنگ ہو گیا ہے تیرا۔کھایا پیا کر کچھ۔

نہ سلام نہ دعا۔دہلیز پہ قدم رکھتے ہی پہلا عیب ہمارے گوش گزار ہوا تھا۔مومنہ کے لبوں پہ پھیلی دو انچ کی مسکراہٹ میں دیکھ چکا تھا۔

اگلی باری مومنہ کی تھی۔ماشاءاللہ میری گڑیا کتنی لمبی ہو گئی ہے۔لگتا ہے دودھ بادام زیادہ ہی کھانے لگی ہے تبھی ایسے پیٹ نکل آیا ہے تیرا۔کچھ اپنے بھائی کو بھی کھلا دیا کر۔

شرارت میں آنکھ میچتی خالہ نے مسکرا کر بھری محفل میں اعلان کیا تھا۔بخدا اس وقت مومنہ اور میں نے برابر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ہماری آنکھوں میں ایک سا بیان تھا۔

کتنا مزہ آتا ہے نا ان سے بات کرنے کا۔۔

چھوٹی خالہ اور ماموں جان سے سرسری سلام دعا کے بعد اب اگلی باری امی کے چھوٹے بھانجے صاحب کی تھی جو یوں چمچماتا کلف سے کڑکڑاتا سفید جوڑا پہنے، پیروں میں پوٹھواری چپل پہنے یوں سج دھج کے آئے تھے جیسے اپنی بارات کے ساتھ دلہن لے جانے آئے تھے۔

دور سے سلام کرتا امی کا شہزادہ بھانجا صوفے پر پوری شان سے دلہا بنا بیٹھا اور جیب سے موبائل نکال کر انگلیاں چلاتا یوں تاثرات دینے لگا جیسے اس محفل کا حصہ نہیں تھا۔

میں نے ایک آدھ بار اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر اس کے پھیکے مٹیالے سے جواب سن کر میرا مزید پھیکا چکھنے کا ارادہ نہ ہوا۔ نتیجتاً میں نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔

مومنہ ایک ایک کر کے چائے کے لوازمات مہمانوں کے سامنے سجا رہی تھی۔ ہر نئے آئٹم دیکھ کر ہمارے مہمانوں کا احساس جاگ اٹھتا اور وہ ٹوکنے لگتے۔

آئے ہائے، حمیدہ کیا ضرورت تھی اس اہتمام کی۔ سب کچھ کھا پی کر آئے تھے ہم تو۔ تم نے خوامخواہ اتنا تکلف برتا۔ چھوٹی خالہ نے تکلف سے لیس لہجے میں کہا۔ جسے سن کر میری امی کی مسکان پھیکی پڑ گئی۔

جب آپ جانتے تھے کہ آپ کی دعوت ہے تو مت کھاتے اتنا سب۔ایک دن ذرا سی بھوک بچا لیتے تو کوئی عالمی مقابلہ تھوڑی ہار جاتے آپ۔ لیکن یہ سب صرف سوچ سکا تھا میں۔ بولتا تو امی کی عزت پہ حرف آتا۔امی کی پھیکی سی مسکان دیکھ کر میرا دل برا ہوا تھا۔

سلیم بیٹا تیری نوکری کا کیا بنا؟ کہیں درخواست دے رکھی ہے کیا؟ میں تو بڑی دعائیں کرتی ہوں تیرے لئے۔ بڑی فکر رہتی ہے مجھے۔ چائے کی چسکی لیتے ہوئے بڑی خالہ نے نیا پٹاخا چلایا تھا۔

محفل میں مجتمع تمام افراد نے برابر رحم طلب نظروں سے مجھے دیکھا جیسے میں کوئی بھکاری ہوں اور ان کے در پہ آن دھمکا ہوں تا کہ تھوڑی مالی مدد ہو جائے۔اب تو مجھے سچ میں غصہ آ گیا تھا۔میں نے بھی اس پٹاخے کا جواب بم سے دینے کا سوچا۔

جی خالہ جان الحمدللہ، نوکری لگ گئی ہے میری۔ آپ میرے لئے فکر مند مت ہوا کریں۔

مطمئن سا میں یہ کہہ کر پہلو بدلتا سب کے چہرے دیکھنے لگا۔ جن کے تاثرات برابر بدلے تھے۔

ایک لمحے میں، میں ایک بھکاری سے اس گھر کا مالک بن گیا تھا۔

مومنہ کے چہرے پہ لالی در آئی تھی۔ میری پیاری بہن ضرور اپنے بھائی پر فخر کر رہی تھی۔

ارے مبارک ہو، یہ بتا تنخواہ کتنے ہے؟ کہاں ملی ہے نوکری؟

خالہ کی سی آئی ڈی کا آغاز ہو چکا تھا۔

سب کی نظریں پھر سے برابر مجھ پہ آن ٹکی تھی۔ اب تو مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں کٹھرے میں کھڑا ہوں اور خالہ صغریٰ کسی تفتیشی افسر کی طرح کالا کوٹ پہنے بال کی کھال اتار رہی ہیں۔ باقی آڈینس تماشا دیکھتے ہوئے باقاعدہ پاپ کارن سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

اپنے منتشر خیالات کو واپس ایک لڑی میں پرو کر میں کچھ دیر ٹھٹھکا پھر گویا ہوا۔

جی اچھی ہے تنخواہ۔ میں بس اتنا ہی کہہ سکا تھا۔

پھر بھی کتنی ہے۔ یہ بھی تو پتا چلے۔ خالہ بضد تھی۔

جتنی بھی ہے آپ کے رؤف سے کم ہی ہے۔ میں نے بھی زہر سا اگلا تھا۔

اس بات پہ غصہ ہونے کی بجائے خالہ مسرور دکھائی دے رہی تھی۔

ارے میرا روؤف رات دن ایک کر کے محنت کرتا ہے۔تو دل چھوٹا نہ کر دیکھنا تیرے بھی دن بدل جائے گیں۔خالہ نے آہ بھری اور چائے کی چسکی لی۔

مومنہ بیٹا تو کیا کر رہی ہے آج کل۔ بڑی چپ چپ بیٹھی ہے۔اب خالہ کا اگلا نشانہ مومنہ تھی۔

میٹرک میں پاس ہو گئی تو؟ خالہ نے اٹھ کر چائے کی پیالی میز پر دھر دی۔

جی خالہ میں یونیورسٹی جا رہی ہوں۔ گریجویشن چل رہی ہے۔مومنہ بیچاری بس اتنا ہی بول سکی۔ساری دشمنی ایک طرف یہ ایک موقع ایسا ہے جس پہ میری ساری ہمدردیاں مومنہ کے ساتھ ہوا کرتی ہیں۔

اچھا، کون سا مضمون لیا تم نے؟ آرٹس؟ خالہ اب تیر و نشتر برسا رہی تھی۔

نفسیات لیا ہے خالہ۔مومنہ نے مختصراً جواب دیا۔

اچھا، میری علوینہ تو میڈیکل کر رہی ہے۔خالہ کے چہرے کی رونق اس وقت ساتویں آسمان پہ تھی۔اتنا سخت مقابلہ ہے میڈیکل میں تو۔میری الوینہ کو تو سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔خالہ نے شیخی بھگارتے ہوئے کہا۔

تم نے میڈیکل کا ٹیسٹ کیوں نہیں دیا؟ ایک دفعہ کوشش تو کرتی۔ میری مان تو اگلے سال ایک اٹیمپٹ دے لے۔ ہو سکتا ہے پاس ہو جائے تو۔ خالہ مفت کے مشورے بانٹ رہی تھی۔

مومنہ چپ رہی۔ اب کی بار میرے اندر کا لاوا ابل پڑا تھا۔

ارے نہیں خالہ، یہ مقابلے کا امتحان نہیں دے گی۔ دراصل ہمارا یہ ماننا ہے کہ گیدڑوں کی دوڑ میں شیر کبھی دوڑا نہیں کرتے۔

میں نے مطمئن ہو کر خالہ کو جواب دیا تھا۔

امی اور مومنہ کو یک لخت ہچکی لگی تھی۔ کھانسی ہوئی مومنہ اپنی مسکراہٹ چھپاتی رہ گئی۔

جبکہ خالہ کے تن فن میں آگ ہی لگی تھی۔

خالہ آپ سموسہ لیجئے ناں۔ مومنہ نے سامنے دھری پلیٹ خالہ کے آگے کھسکائی تھی۔

نہیں بہت کھا لیا میں نے۔ خالہ نے جواب دیا۔

ارے ہماری علوینہ تو ہمیشہ سے بے حد ذہین تھی۔ بس مومنہ کو کتابوں میں زیادہ سر کھپانے کا شوق نہیں ہے۔ بس اسی لیے ہم نے بھی زیادہ زور نہیں دیا۔

امی کی اس بات پہ خالہ کی تشفی ہوئی۔

کنکھیوں سے مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی خالہ یقیناً دل ہی دل میں انواع اقسام کے القابات سے نواز رہی تھی۔ میں بھی ڈھیٹ بنا دانت نکالتا موقع کا مزہ لے رہا تھا۔

چائے کھانا نبٹا کر سب فارغ ہو چکے تھے۔ مومنہ اب خالی برتنوں کو اٹھاتی باورچی خانے کے چکر لگا رہی تھی۔

آخری چکر میں اچانک ہی اس کا پیر مڑا اور چائے کی پیالی الٹ کر زمین بوس ہو گئی۔

ایک زرا سے پیالی کے گرنے پہ عجب کہرام سا مچ گیا تھا۔

یااللہ خیر۔

الہیٰ خیر

چوٹ تو نہیں آئی۔ سب ٹھیک ہیں نا۔ دھیان سے بیٹا۔ صدقہ دینا اپنا۔ خدا نے زیادہ نقصان ہونے سے بچا لیا۔ شکر الحمدللہ۔

چھوٹی خالہ کی نازک پری جواب تک لب سیے بس ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہی تھی کپ ٹوٹنے پہ اس کی حلق سے ایسی فلک شگاف چیخ برآمد ہوئی تھی کہ الامان۔ چڑیا جیسی لڑکی

کے گلے سے کسی ہسپانوی کوے سے میل کھاتا راگ برآمد ہوا تھا۔ میرا کلیجہ تو حلق کو آگیا تھا۔

بڑی مشکل اس دل کو سنبھالا تھا میں نے۔

مومنہ جو اس سب کی زمہ دار تھی کپ کے ٹکڑے بڑے مزے سے ہاتھ میں اٹھاتی کرتب دکھانے کے انداز میں مٹکتی ہوئی باورچی خانے میں چلی گئی۔ جبکہ پیچھے چہ مگوئیاں چھوڑ گئی۔

دو گھنٹے طویل یہ محفل آخر اب اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی۔ تمام خواتین حضرات اپنی چادریں سمیٹتیں اب مومنہ اور امی کے ہمراہ کمرے میں چادریں درست کرنے چلی گئی جبکہ میں پر سکون بیٹھا گھڑی کی سوئیوں کی حرکت کو بغور دیکھ رہا تھا۔

یہاں بیٹھے افراد سے زیادہ پر کشش تو ان سوئیوں کی حرکت تھی۔ کیسے ٹک ٹک کرتی خوشی سے جھومتی اپنے محور کے گرد بلاوجہ گھومتی ہی جا رہی تھی۔

آدھ گھنٹے تک گھور گھور کر اب میں سوئیوں سے بور ہو گیا تھا۔ کیا گول گول گھومتی ہی جا رہی تھی۔ برا سا منہ بناتا اپنی جگہ سے اٹھ کر اب میں اس زنان خانے کو چل دیا جہاں آدھ گھنٹے سے چادریں ہی درست ہونے میں نہیں آ رہی تھی۔

کمرے میں داخل ہوا تو خالہ مومنہ کو مزید مفت کے مشورے دے رہی تھی۔

بیٹا تو نا لڑکی ذات ہے۔ خود کی گرومنگ کر۔ میک اپ سیکھ۔ زرا اپنی چال ڈھال ٹھیک کر۔ ایسے ہی رہے گی نا تو اچھے رشتے نہیں ملتے۔ لڑکیوں کو تو خاص خیال رکھنا پڑتا ہے ان چیزوں کا۔ میری الوینہ کے چال ڈھال دیکھ تو کبھی۔ کیسا خود کو اپ ٹو ڈیٹ رکھتی ہے۔ اتنا سب تو میں نہیں جانتی جتنا اسے پتا ہے فیشن کا۔ خالہ تو الوینہ کی بلائیں لئے جا رہی تھی۔

اس بار میں نے ایک آخری چوٹ لگانے کا فیصلہ کیا،

ارے خالہ الوینہ باجی تو رات دن کتابوں میں سر دیئے رہتی ہیں تو اس گرومنگ کا وقت کہاں سے لے آتی ہیں؟ کافی مشکل ہو جاتی ہو گی۔ لیکن کیا کریں اچھا رشتہ بھی تو چاہیے نا۔ میں نے متفکر ہوتے ہوئے کہا اور امی سے مخاطب ہوا۔

ماموں جان جانے کی وجہ اجازت چاہ رہے ہیں۔ کیا کروں؟ دے دوں؟ میں نے معصومیت سے لیس لہجہ میں کہا۔

ہاں میں آ رہی ہوں۔امی نے بس اتنا کہااور سب خواتین باہر کو چل دی۔انہیں خداحافظ کہنے کا دل تو نہیں تھالیکن امی کی شکوہ طلب نظروں نے بنا کہے سب کہہ دیا تھا۔سو ہم بھی چل دئے باہر ان سب کو خداحافظ کہنے اور کچھ عرصے تک اپنے گھر سے دور رہنے کا منتر پھونکنے۔

آخر پندرہ منٹ طویل خداحافظ کے بعد جو نہی میں سکون کا سانس اندر کھینچتا دروازے کی چٹخنی لگا کر گھر کے اندر داخل ہوا،امی کی موٹی ایڑھی والی چپل نے عین کمر کے بیچ لینڈنگ کی۔

نالائق بڑی زبان چل رہی تھی تیری۔آجانے دے تیرے ابا کو آج تو کلمہ پڑھ لے تو۔امی کی گرجدار آواز سے حالات کی نوعیت کا اندازہ ہو چکا تھا۔

میں نے سوچا ایمبولینس کو بھی بلوالوں۔یقیناًاب اگلے کچھ روز ہسپتال میں گزرنے والے تھے۔

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل پر

NovelHiNovel.Com

OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959